نعروں کا مقصد اور ہمارے نعرے

ہر مذہب، ہر ملت، ہر قوم اور ہر جماعت اپنے عقیدے، اپنے نظریئے، اپنی فکر کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے اجتماعات میں، جلسوں میں اور جلوسوں میں نعروں کا استعمال کرتی ہے۔

یہ نعرے سیاسی مقاصد کے لئے اظہار کے لئے بھی لگائے جاتے ہیں۔نعرے توفیقی نہیں ہوتے بلکہ ہر کوئی اپنے مقصد کو اور اپنے عقیدہ کو ظاہر کرنے کے لئے اس مقصد اور عقیدے کو ظاہر کرنے والے نعرے لگاتا ہے۔

اس سلسلہ میں ابو سفیان اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعروں کا مثال میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

پیغمبرؐ اکرم کا تعلیم کردہ نعرہ

جنگ احد میں جب جیتی ہوئی جنگ مسلمانوں کی بدنظمی اور پیغمبر اکرمؐ کی حکم عدولی کے باعث شکست میں بدل گئی اور مسلمانوں نے راہ فرار اختیار کی اور پیغمبر اکرم بھی زخمی ہو کر ایک طرف بیٹھ گئے تو ایسے میں ابو سفیان نے ایک ایک کو نام لے لے کر پکارا جب کوئی جواب نہ ملا تو وہ یہ سمجھا کہ یہ سب مارے گئے ہیں۔لہذا اس نے یہ نعرہ لگایا ''اعلیٰ حبل ''حبل بت سر بلند ہوا اس پر آنحضرتؐ نے اپنے پاس موجود اصحاب کو حکم دیا کہ تم اس کا جواب دو اور یہ کہو کہ ''اللہ اعلیٰ و اجل ''اللہ ہی بلند اور جلالت والا ہے۔یہ دونوں نعرے دونوں گروہوں کے عقیدے کا اظہار تھے اور ان دونوں گروہوں کا شعار اور ان کی پہچان تھے اور پیغمبر اکرمؐ نے اس جنگ میں ''اللہ اعلیٰ و اجل ''کا نعرہ لگوا کر یہ سبق دیا کہ کسی گروہ کی صحیح پہچان صرف وہی ہوتی ہے جو اس کے عقیدے اور نظریے کے مطابق ہو۔

لغت میں شعار کے معنی

فارسی میں نعروں کو شعار کہتے ہیں لغت فارسی کی معروف کتاب فرہنگ عمید میں شعار کے یہ معنی لکھے ہیں کہ:

"ندائے مخصوص و علامت گروھے از مردم که بداں یکدیگر رابشناسند"

یعنی مخصوص ندا اور لوگوں کے کسی گروہ کی علامت جس سے ایک دوسرے کی پہچان ہوتی ہے۔

مثلاً "ہندوستان کے کسی جلسہ یا جلوس میں اگر "سر سری اکال" کے نعرے لگ رہے ہوں تو بڑی آسانی سے سمجھ لیا جائیگا کہ یہ سکھوں کا جلسہ ہے یا سکھوں کا جلوس ہے۔

پاکستان میں اہل سنت کے دو عظیم فرقے ہیں نمبر 1: دیوبندی نمبر 2: بریلوی اور دیوبندیوں اور اہل حدیث میں بعض باتیں مشترک ہیں پس اگر کسی جلسہ یا جلوس میں نعرہ رسالت یا رسول اللہ ۔ نعرہ غوثیہ ۔ یا غوث الاعظم دستگیر کے نعرے لگ رہے ہوں تو سمجھ لیا جائیگا کہ یہ بریلویوں کا جلسہ یا جلوس ہے ۔ دیوبندیوں یا اہل حدیث کا جلسہ یا جلوس نہیں ہے۔

سیاسی نعرے

سیاسی جماعتیں بھی اپنے مقصد کے اظہار کے لئے نعرے لگاتی ہیں پاکستان بننے سے پہلے متحدہ ہندوستان میں مسلم لیگ کا یہ نعرہ تھا لے کے رہیں گے پاکستان ۔ بن کے رہے گا پاکستان۔

ایران میں انقلاب سے پہلے ایرانی یہ نعرہ لگاتے تھے "بادشاہ رانمی خواہیم" ہمیں بادشاہ نہیں چاہیے۔ اسی طرح لاشرقیہ لاغربیہ کا نعرہ لگتا تھا آج مقبوضہ کشمیر میں حریت کانفرنس آزادی، آزادی کے نعرے لگارہی ہے ۔ اور کشمیر بنے گا پاکستان کے نعرے لگ رہے ہیں اس قسم کے نعرے اپنے سیاسی مقاصد کے اظہار کے لئے لگائے جاتے ہیں۔

مذہبی نعرے

تمام اہل مذاہب اپنے مذہب اور عقیدے کے مطابق نعرے لگاتے ہیں ۔ بیشک خدا کے نزدیک دین اسلام ہے جیسا کہ قرآن کہتا ہے کہ "**ان الدین عنداللہ الاسلام**" لیکن مسلمان پیغمبرؐ کی حدیث کے مطابق تہتر (73) فرقوں میں تقسیم ہو چکے ہیں اور

بلال زبیری کی کتاب فرقے اور مسالک کے مطابق یہ 73 فرقے شاخ در شاخ ہوکر 256 فرقوں تک پہنچ گئے ہیں اور کتاب سلیم بن قیس ہلالی کے مطابق حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب نے فرمایا کہ ان تہتر (73) فرقوں میں سے تیرہ فرقے ہم اہل بیتؑ کی محبت کا دم بھرنے والے ہوں گے اور روضہ کافی میں یہی روایت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اور کوئی فرقہ دوسرے فرقہ سے جدا نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے عقائد و نظریات دوسرے سے مختلف نہ ہوں۔ پس ہر فرقے کے اس کے عقیدے کے مطابق نعرے ہوتے ہیں جو دوسروں کے نزدیک صحیح نہیں ہوتے۔

جیسا کہ نعرہ رسالت یارسول اللہ اور نعرہ غوثیہ یاغوث الاعظم دستگیر اہل سنت کے بریلوی فرقے کے عقیدے کا اظہار کرنے والے نعرے ہیں لیکن یہ نعرے اہل سنت ہی کے دوسرے فرقوں دیوبندیوں اور اہل حدیث کے نزدیک صحیح نہیں ہیں۔

تمام اہل اسلام کا مشترکہ نعرہ

نعرہ تکبیر تمام اہل اسلام کا مشترک نعرہ ہے۔خداوند تعالی سورۃ المدثر میں ارشاد فرماتا ہے" و ربک فکبر "۔"اے میرے حبیبؐ اپنے رب کی کبریائی کا بیان کر"۔ اور سورہ بنی اسرائیل کی آخری آیت میں ارشاد ہوتا ہے" و کبرہ تکبیرا "اے میرے حبیب کبریائی اور بڑائی کا اچھی طرح سے بیان کرتے رہا کرو۔

پس اللہ کی کبریائی اور بڑائی کا اظہار و بیان دو طرح سے کیا جاتا ہے نمبر 1: ذکر کے طور پر نمبر 2 نعرے کے طور پر۔

ذکر کے طور پر تسبیح فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا میں 34 مرتبہ اللہ اکبر کہا جاتا ہے نماز میں ہر رکن سے دوسرے رکن میں جاتے وقت اللہ اکبر کہا جاتا ہے۔اور نماز کے خاتمہ پر تعقیبات کے طور پر تین مرتبہ اللہ اکبر کہا جاتا ہے اور اللہ کی کبریائی کا بیان ذکر کے طور پر بلند آواز کے ساتھ نہیں کیا جاتا۔جیسا کہ تفسیر عمدۃ البیان میں "انہ لا یحب المعتدین "کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

رسول خدا جہاد میں تھے اور ایک صحرا میں وارد ہوئے اور اصحاب اللہ اکبر اور لا الہ

الا اللہ کہنے میں مشغول ہو گئے اور بآواز بلند کہتے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے آدمیوں تم منع کرو اپنے نفسوں کو بلند آوازوں سے۔ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو بلکہ تم اس کو پکارتے ہو کہ وہ سنتا ہے اور تم سے قریب ہے اور تمہارے ہمراہ ہے اور بعد اس کے اصحاب ذکر خدا پوشیدہ کرتے تھے کہ کوئی ان کے ذکر کو سنتا نہ تھا۔

(تفسیر عمدۃ البیان جلد اول ص 398)

اس روایت کے آخری الفاظ سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ یہ ذکر خدا کرنے کے بارے میں ہے اصحاب ذکر خدا بلند آواز سے کر رہے تھے لہذا پیغمبرؐ نے ذکر خدا آہستہ اور چپکے چپکے کرنے کی ہدایت کی۔

لیکن جہاں تک نعروں کا تعلق ہے تو چونکہ یہ اپنے عقیدے اور مقصد کو دوسروں پر ظاہر کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ لہذا نعرے بلند آواز کے ساتھ لگائے جاتے ہیں۔ چنانچہ خود پیغمبر اکرمؐ نے جنگ احد میں ابوسفیان کے نعرے "اعلیٰ حبل" کے جواب میں جو "الله اعلیٰ و اجل" کا نعرہ لگوایا تھا وہ بلند آواز سے لگوایا تھا اور خود پیغمبرؐ نے لگوادیا تھا۔ اسی طرح جنگ حنین کے موقع پر جب تمام اسلامی لشکر راہ فرار اختیار کر گیا تو پیغمبرؐ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ وہ انہیں "یا اصحاب الشجرہ" کہہ کر پکاریں۔ یعنی اے صلح حدیبیہ کے موقع پر نہ بھاگنے کا عہد کرنے والو اور درخت کے نیچے بیعت کرنے والو کہاں بھاگے جا رہے ہو۔ اور ہر جنگ میں فتح یاب ہونے کے بعد حضرت علی ابن ابی طالبؑ "اللہ اکبر" کا نعرہ لگاتے تھے یہ کفار پر اللہ کی کبریائی کو ظاہر کرنے کے لئے ہی ہوتا تھا اور فی الحقیقت "اللہ اکبر" ہی نعرہ حیدری ہے جو حیدر کرار لگایا کرتے تھے۔

اہل اسلام کا حقیقی نعرہ جو کوئی نہیں لگاتا

تمام انبیاء لوگوں تک توحید کا پیغام پہنچانے کے لئے آئے اور پیغمبر اکرمؐ کفار مکہ کے سامنے یہی نعرہ لگاتے تھے کہ:

"قولوا لا اله الا الله تفلحوا" لوگو! لا الہ الا اللہ کہو نجات پا جاؤ گے۔

لہذا نعرہ توحید نعرہ تکبیر کے بعد سب سے زیادہ اہمیت کا حامل نعرہ ہے اس کا بیان

ذکر کے طور پر تو ہوتا ہے مگر نعرے کے طور پر کوئی نہیں کہتا۔

نعرہ رسالت

مسلمانوں کے کچھ فرقے نعرۂ رسالت یا رسول اللہ کہہ کر لگاتے ہیں اور کچھ فرقے اس طرح نعرہ لگانے کے خلاف ہیں۔ یہ نعرہ صرف ہندو پاکستان میں ہی لگایا جاتا ہے۔ چونکہ دیوبندی اور بریلوی ہندو پاکستان کی ہی پیداوار ہیں۔ بریلوی حضرات یا رسول اللہ کا نعرہ بڑے زور شور کے ساتھ لگاتے ہیں جب کہ دیوبندی اور اہل حدیث حضرات اس طرح سے نعرہ لگانے کے خلاف ہیں ان کے درمیان مابہ الاختلاف صرف "یا" کا استعمال ہے جسے وہ حاضر و ناظر ہونے کی علامت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ عربی زبان میں "یا" حرف ندا ہے جو نزدیک اور دور دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اردو زبان میں حروف ندا "اے، او۔ اے، ارے، اجی وغیرہ ہیں"۔ اور حروف ندا کسی کو بلند آواز کے ساتھ پکار کر بلانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن خدا نے قرآن میں مسلمانوں کو پیغمبرؐ کے سامنے بلند آواز سے بولنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا

"اے ایمان والوں! اپنی آواز کو پیغمبرؐ کی آواز پر بلند نہ کرو۔ اور نہ بات کرنے میں ان سے ایسے زور زور سے بولو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے چیخ چیخ کر باتیں کیا کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے سارے ہی اعمال باطل اور ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو" (الحجرات ۔2)

یہ آیت پیغمبرؐ کے سامنے گفتگو میں اپنی آواز کو پیغمبرؐ کی آواز سے اونچا رکھنے سے منع کرتی ہے۔ اور اس سے اگلی آیت یہ کہتی ہے کہ:

"بیشک جو لوگ رسول اللہ کی خدمت میں آواز کو پست رکھتے ہیں وہی تو ہیں جن کا اللہ نے پرہیز گاری میں امتحان لے لیا ہے۔ اور ان کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے"

(الحجرات ۔3)

اس سے ثابت ہوا کہ یہ آیت آنحضرت صلعم کے حضور میں ان کے سامنے گفتگو کے آداب اور آنحضرتؐ کو مخاطب کرنے کے آداب سکھلاتی ہے۔ لہذ آنحضرتؐ کو

حاضر و ناظر ماننے والوں کا چیخ چیخ کا یا رسول اللہ کے نعرے لگانا سوئے ادب اور اعمال کے ضبط ہونے کا موجب ہے۔

لیکن اس سے اگلی آیت اس حالت میں بھی جبکہ پیغمبرؐ سامنے نہ ہوں۔ آنحضرتؐ کو بلند آواز کے ساتھ پکارنے کو منع کرتی ہے۔جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

" ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون "
(الحجرات۔4)

''اے رسولؐ بے شک جو لوگ تم کو حجروں کے باہر سے بلند آواز کے ساتھ پکارتے ہیں یہ سب کے سب عقل سے کورے ہیں (اور بے عقل جانوروں کی مانند ہیں)۔

اور اس سے اگلی آیت یہ کہتی ہے کہ پیغمبرؐ سامنے موجود نہیں تھے لہذا ان کو بلانے کے لئے بلند آواز کے ساتھ پکارا جا رہا تھا جیسا کہ ارشاد ہوا۔

" ولو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیراً لھم واللہ غفور رحیم "
(الحجرات۔5)

اور اگر وہ اتنا صبر کر لیتے کہ آپؐ خود ہی باہر تشریف لے آئیں (تو بات کریں) تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا۔اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

تفسیر انوار النجف میں " **لا تجھروا لہ بالقول** '' کی تفسیر میں اس طرح لکھا ہے کہ: اس کے دو معانی ہیں۔ایک یہ کہ بارگاہ نبوی میں موجود ہونے کی صورت میں اگر حضور سے بات کرنی ہو تو نہایت ادب کے ساتھ بات کرو اور لہجہ میں متانت اور نرمی کا خیال رکھو ایسا نہ ہو کہ آپس کے مکالمات کی طرح حضور سے بھی تند و تیز لہجے میں، شوخی اور تیزی سے بات کرو جس سے سوئے ادب لازم آئے۔

دوسرے یہ کہ جس طرح ایک دوسرے کو نام لے کر بلاتے ہو حضور کو نام لے کر نہ بلایا کرو بلکہ یا رسول اللہ کہہ کر ادب سے اپنی طرف متوجہ کیا کرو (تفسیر انوار النجف جلد 13 ص 95)

اور ''**ان الذین ینادونک** '' کی تفسیر میں اس طرح لکھا ہے کہ:

''اس کا شان نزول یہ ہے کہ بنی تمیم کا وفد مدینہ میں آیا اور مسجد نبوی میں داخل ہو کر

انہوں نے ''یا محمدؐ '' کہہ کر آوازیں مارنا شروع کردیا۔حضورؐ کو ان کے عامیانہ خطاب سے اذیت تو ہوئی لیکن باہر تشریف لے آئے۔ (تفسیر انوار النجف جلد 13 ص 94)

اور تفسیرہ عمدۃ البیان میں اس طرح لکھا ہے کہ ''انہوں نے حجروں کے پیچھے کھڑے ہوکر آواز دی ''اے محمد باہر نکل'' آنخضرت کو اس بے ادبانہ آواز دینے سے اذیت ہوئی خدائے تعالی نے واسطے تشفی خاطر اقدس کے یہ آیت نازل کی کہ اے محمد حجرہ سے باہر نکل اور ان کو مطلع کراور کہہ کہ تم مجھ کو نام لے کرمت پکارو اس واسطے کہ اس میں سب کے ساتھ برابری ہوتی ہے۔اور اس میں رعایت حرمت نبوت کی نہیں ہے۔پس ایسے قول سے اپنی زبان کو بند کرو۔ (تفسیر عمدۃ البیان جلد 3 ص 280)

غرض شیعہ اور سنی تمام تفسیروں میں لکھا ہے کہ بنی تمیم کے لوگوں نے حجروں کے باہر کھڑے ہوکر ''یا محمد اخرج الینا ''(اے محمدؐ باہر آؤ) کہہ کر پکارا تھا جسے خدا نے پیغمبرؐ کی شان میں گستاخی ،توہین ، بے ادبی ، بدتمیزی اور بے عقلی قرار دیا ہے لیکن سورۃ الحجرات کی چوتھی آیت کے بعد پانچویں آیت یہ کہتی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کو چاہے نام لے کر نہ بھی پکارا جائے۔اور یارسول اللہ کہہ کر ہی آواز دی جائے تو پھر بھی یہ پیغمبرؐ کی توہین ہے اور شان رسالت کے خلاف ہے اور ایسا گناہ ہے جس سے توبہ لازم آتی ہے پس اگر کوئی اس بات سے توبہ کرے اور آئندہ ایسا نہ کرے تو ''اللہ غفور رحیم'' اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

پس یارسول اللہ کا نعرہ لگانا نہ تو کسی مقصد کے لئے ہے اور نہ ہی عقیدے کے اظہار کے طور پر ہے بلکہ یہ صرف بریلویوں کی طرف سے دیوبندیوں اور اہل حدیث کو چڑانے کے لئے لگایا جاتا ہے۔اور اگر کوئی آنخضرت کو آپ کا نام لے کر پکارے تو یہ آنخضرتؐ کی شان میں گستاخی ہے توہین ہے، بے ادبی ہے، بدتمیزی ہے اور بے عقلی کی بات ہے اور سورۃ الحجرات کی پانچویں آیت آنخضرت کو مطلقاً ''یا رسول اللہ'' کہہ کر بآواز بلند پکارنے سے بھی منع کرتی ہے اور پاکستان کے شیعوں نے بھی بریلویوں کی دیکھا دیکھی یا رسول اللہ کا نعرہ لگانا شروع کردیا ہے۔حالانکہ نعرہ تکبیر اور نعرہ توحید کے بعد نعرہ رسالت کے لئے ''محمد رسول اللہ'' کہنا چاہیے جو بامقصد ہے اور لوگوں پر اپنے عقیدے کو ظاہر کرنے

والی بات ہے یعنی محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور یہ سورہ فتح کی آخری آیت میں آیا ہے اور حقیقتاً نعرہ رسالت ’’محمد رسول اللہ‘‘ تیسرا اسلامی نعرہ ہے۔

قابل غور ایک اہم سوال؟

یہاں پر ایک اہم سوال قابل غور ہے کہ اگر ’’یا محمدؐ‘‘ کہہ کر پکارنا اور یا محمد کا نعرہ لگانا سوئے ادب ہے، بدتمیزی ہے، گستاخی ہے، بے عقلی ہے اور پیغمبرؐ کی ایسی توہین ہے جو بمنزلہ کفر ہے اور اعمال کے حبط ہونے کا موجب ہے تو ’’یا علیؑ‘‘ کہہ کر پکارنا اور نعرہ حیدری کے نام سے ’’یا علیؑ‘‘ کے نعرے لگانا سوئے ادب کیوں نہیں؟ بدتمیزی کیوں نہیں؟ حضرت علیؑ کی شان میں گستاخی کیوں نہیں؟ جبکہ حضرت علیؑ اور پیغمبر اکرمؐ میں مرتبہ نبوت کے سوا اور کوئی فرق نہیں۔ دونوں معصوم عن الخطا۔ دونوں منصوص من اللہ، دونوں مصطفےٰ، دونوں مجتبےٰ، دونوں طاہر و مطہر اور دونوں ہادی خلق ہیں۔

لہٰذا قابل غور بات یہ ہے کہ اگر ’’یا محمدؐ‘‘ کہہ کر پکارنا بے ادبی ہے، بدتمیزی ہے، گستاخی ہے اور آنحضرتؐ کی ایسی توہین ہے جو بمنزلہ کفر اور اعمال کے حبط ہونے کا موجب ہے اور بے عقلی کا ثبوت ہے تو ’’یا علیؑ‘‘ کہہ کر پکارنا حضرت علیؑ کی بے ادبی کیوں نہیں؟ گستاخی کیوں نہیں؟ اور ان کی توہین اور اپنے اعمال کے ضبط ہونے کا موجب اور بے عقلی کا ثبوت کیوں نہیں؟

صرف خدا کو اس کے نام اور صیغہ واحد میں پکارا جاتا ہے

خداوند تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

’’اے رسول تم کہہ دو کہ تم چاہے اس کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو غرض اسے جس نام سے بھی پکارو اس کے سب نام اچھے ہی اچھے ہیں‘‘ (بنی اسرائیل ۔110)

ایک اور دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے

’’اور تمام اچھے اچھے نام خدا ہی کے لئے ہیں پس تم اسے انہیں ناموں کے ساتھ پکارو‘‘۔ (الاعراف 180)

اس سے ثابت ہوا کہ یہ صرف خدا ہی کی ذات ہے جس کو اس کے نام کے ساتھ پکارتے ہیں اس کی عظمت ہے اور صیغہ واحد میں اسے مخاطب کرنا اس کی توحید کو اجاگر کرنے کے لئے ہے یہی وجہ ہے کہ ہر مذہب کا آدمی خدا کو اس کے نام کے ساتھ اور صیغہ واحد میں ہی پکارتا ہے پس کوئی اسے رام کہتا ہے، کوئی اسے بھگوان کہتا ہے کوئی اوہ گوڈ کہتا ہے کوئی اے اللہ کہتا ہے اے خدا کہتا ہے، اے رحمان کہتا ہے، اے رحیم کہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

پس کسی بھی مذہب میں ان کے اپنے عقیدے کے مطابق اللہ کا نام لینا اور صیغہ واحد میں اسے مخاطب کرنا نہ اس کی توہین ہے نہ اس کی گستاخی ہے نہ بے ادبی ہے نہ بے تہذیبی ہے، بلکہ اس کے عظمت وجلال کی نشانی ہے لیکن خدا کے سوا کسی اور کو اس کے نام کے ساتھ صیغہ واحد میں پکارنا یا تو برابری کے طور پر ہوتا ہے یا اپنے سے چھوٹوں کے لئے ہوتا ہے اور ہر معاشرے میں بزرگوں کو ان کے نام کے ساتھ پکارنا بے ادبی اور گستاخی سمجھا جاتا ہے۔

حضرت علیؑ کو خدا ماننے والے فرقے یا علیؑ کہہ کر اپنے خدا کو ہی پکارتے ہیں

اس میں شک نہیں کہ فرقہ ہائے غالبہ، سبائیہ، عیسائیہ، علیاویہ اور نصیریہ وغیرہ حضرت علیؑ کو ہی خدا مانتے ہیں اس طرح صوفیہ حلولیہ واتحادیہ بھی حلول واتحاد کے طریقہ سے حضرت علیؑ کو ہی خدا مانتے ہیں لہذا حتماً و یقیناً جب وہ خدا کو پکارتے ہیں تو وہ سب کے سب ”یا علی“ کہہ کر ہی اپنے خدا کو پکارتے ہیں اور اپنے خدا سے مدد مانگنے کے لئے ”یا علی مدد“ ہی کہتے ہیں کیا کوئی اس بات سے انکار کرسکتا ہے کہ جب کوئی نصیری یا حضرت علیؑ کو خدا ماننے والے دوسرے فرقے ”یا علی“ کہتے ہیں تو وہ اپنے خدا کے سوا کسی اور کو پکارتے ہیں؟ اور جب وہ ”یا علی مدد“ کہتے ہیں تو اپنے خدا کے سوا کسی اور سے مدد مانگتے ہی؟ پس حتماً و یقیناً یا علی کے نعرے لگانا اور یا علی مدد کہنا غالیوں کا نصیریوں کا اور صوفیوں کا شعار ہے اور ان نعروں سے ان کے عقیدے اور مقصد کا صحیح صحیح اظہار ہوتا ہے۔اس کے بعد جس نے بھی اسے شعار کے طور پر اپنایا۔حضرت علیؑ کی محبت میں بے سوچے سمجھے ان کی دیکھا دیکھی اپنایا۔

اثنا عشری شیعوں نے نصیریوں کے ان نعروں کو کیوں اپنایا ہے؟

چونکہ مفوضہ وشیخیہ بھی خود کو شیعہ ہی کہتے ہیں اور وہ امیر المومنین علیہ السلام کے فرمودہ 13 فرقوں میں سے علیحدہ فرقے ہیں اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا نے انہیں خلق کرنے کے بعد اور کوئی کام نہیں کیا بلکہ خدا نے انہیں خلق کرنے کے بعد اپنے تمام کام انہیں سپرد کر دیئے ہیں خلق یہی کرتے ہیں رزق یہی دیتے ہیں اولاد یہی دیتے ہیں غرض سارا نظام کائنات یہی چلاتے ہیں اور بانیٔ مذہب شیخیہ، شیخ احمد احسائی نے اپنی کتاب شرح زیارت میں یہ لکھا ہے کہ خدا کسی کی بھی مدد نہیں کرتا بلکہ جس کی بھی مدد کرتے ہیں وہ یہی کرتے ہیں لہذا انہوں نے بڑی آسانی کے ساتھ صوفیوں کے اور نصیریوں کے اور حضرت علیؑ کو خدا ماننے والے دوسرے فرقے کے شعار کو اپنایا اور مذہب شیخیہ کے مبلغین نے یا علیؑ کے نعروں اور یا علیؑ مدد کہنے کو اس کثرت سے رواج دیا کہ زبان زد ہر خاص و عام ہو گیا۔ اور چونکہ مجالس عزاء کا استحصال کر کے غالی ومفوضہ وشیخیہ، دوسرے اثنا عشری شیعوں پر چھا گئے ہیں لہذا وہ بھی حضرت علیؑ کی محبت میں غفلت کا شکار ہو گئے ہیں اور ان کی دیکھا دیکھی اور ان کی تبلیغ کے زیر اثر وہ بھی یہی نعرے لگانے لگ گئے ہیں اگر وہ اصل حقیقت کو سمجھتے تو ہر گز یہ نعرے نہ لگاتے کیونکہ شیعیت اسلام حقیقی کا ہی دوسرا نام ہے اور اسلام ہر گز ہر گز بزرگوں کا نام لے کر پکارنے کی اجازت نہیں دیتا اور آنحضرتؐ کا نام لے کر پکارنے کو انکی توہین، ان کی ہتک، ان کی شان میں گستاخی اور بے ادبی قرار دیتا ہے جو بمنزلہ کفر کے ہے اور اعمال کے حبط ہونے کا موجب ہے (الحجرات 2 تا 5)۔

اور یہی بات حضرت علیؑ کا نام لے کر پکارنے اور یا علیؑ کا نعرہ لگانے میں ہے جیسا کہ ہم نے سابقہ عنوان میں بیان کیا ہے۔

نعرہ رسالت کے بعد نعرہ امامت ہونا چاہیے

چونکہ نبوت و رسالت کے بعد ہمارا عقیدہ امامت پر ہے اور مسلمانوں کی

اکثریت امامت کا عقیدہ نہیں رکھتی لہذا انہیں اپنے عقیدہ کے اظہار اور اپنے مقصد کو بیان کرنے کے لئے نعرہ رسالت کے بعد نعرۂ امامت لگوانا چاہیئے جو اس طرح ہو "نعرہ امامت" - "علی" "امامُنا وصی رسول اللہ" - یعنی علیؑ ہمارے امام اور رسول اللہ کے وصی ہیں۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ غالیوں نے مفوضہ نے اور شیخیوں نے ہمارے منبروں پر ایسا غلبہ پایا ہے کہ ہمارے علمائے حق بھی نعرہ رسالت کے بعد جو بریلویوں کی طرح لگوایا جاتا ہے نعرہ حیدری لگوانے کے عادی بن گئے ہیں اور وہ علمائے حق جو خود سے یہ نعرے نہیں لگواتے لیکن جب مجمع میں سے کوئی ملنگ نعرہ حیدری ٹھونک دیتا ہے تو وہ بھی عوام سے چلتے ہوئے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ نعرہ حیدری لگوانے کے مخالف ہیں علیحدہ طور پر نمایاں کر کے نعرہ حیدری لگاتے ہیں یعنی "یا علیؑ" کہتے ہیں۔

اثنا عشری شیعوں کے صحیح شعار اور نعرے؟

جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ نعرے اپنے عقیدے کے بیان اور مقصد کے اظہار کے لئے ہوتے ہیں اور بریلویوں کی طرح نعرہ رسالت لگاتے ہیں اور غالیوں کی، نصیریوں کی، مفوضہ کی، صوفیہ کی اور شیخیوں کی طرح نعرہ حیدری لگانے میں نہ کسی صحیح عقیدہ کا اظہار ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی صحیح مقصد ادا ہوتا ہے لیکن یہ حضرات عجیب طرح سے لوگوں کو بے وقوف بناتے ہیں تفویض کا عقیدہ فضائل کے عنوان سے بیان کرتے ہیں اور جو عقیدہ تفویض کا قائل نہیں اسے منکر فضائل آئمہؑ کہتے ہیں اور یا علیؑ کا نعرہ لگانے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ اس سے منافق کی پہچان ہوتی ہے اس سے مخاطب کا چہرہ بدلتا ہے اور ولایت کا پتہ چلتا ہے حالانکہ منافق کی پہچان یا علی کہنے سے نہیں ہوتی کیونکہ وہ خود حضرت علیؑ کو یا علیؑ کہہ کر پکارتے تھے اور حروریہ اور خوارج برملا یا علی یا علی کہہ کر آپ کو مخاطب کرتے تھے لہذا یا علی یا علی کہنا حضرت علیؑ کی شان میں بے ادبی کرنے والوں، گستاخی کرنے والوں اور حضرت علیؑ کی توہین کرنے والوں کی پہچان ہے۔ اور مومنین مخلص تو حضرت علیؑ کو مولا کہہ کر پکارتے تھے آقا کہہ کر پکارتے تھے یا امام کہہ کر پکارتے تھے میں تمام صاحبان عقل سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی آپ کے سامنے حضرت علیؑ کو گالیاں دے، یا بدتمیزی اور بے

ادبی کے ساتھ ان کو ان کے نام کے ساتھ پکارے یا تو تڑاک سے بات کرے تو آپ اس سے خوش ہوں گے یا ناراضگی کا اظہار کریں گے حالانکہ وہ بھی علیؑ ہی کا نام لیتا ہے۔

چونکہ قرآن یہ کہتا ہے کہ آنحضرتؐ کو آپ کے نام کے ساتھ پکارنا بے ادبی ہے بدتمیزی ہے آنحضرتؐ کی شان میں گستاخی ہے اور سورہ الحجرات کی آیت نمبر 5 یہ کہتی ہے کہ آنحضرتؐ کو کسی طرح سے بھی بلند آواز کے ساتھ پکارنا جائز نہیں ہے نہ یا رسول اللہ کہہ کر اور نہ ہی یا محمد کہہ کر اور یہی عزت و احترام ہمارے نزدیک حضرت علی علیہ السلام اور دوسرے آئمہ علیہم السلام کے لئے ہے۔

پس اثناعشری شیعیان حقہ کے لازم ہے یہ کہ وہ ایسے نعرے لگائیں جن سے ان کے صحیح عقیدہ کا اظہار ہوتا ہو اور وہ کسی مقصد کو لوگوں تک پہنچانے والے ہیں۔ پس شیعیان حقہ جعفریہ اثناعشریہ کے لئے اپنے عقیدے اور نظریے کو ظاہر کرنے والے نعرے اس طرح ہونے چاہئیں۔

نمبر 1: وہ نعرے جن سے شیعہ عقیدہ کا اظہار ہوتا ہے۔

نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر۔ اللہ کی کبریائی کا اقرار

نعرہ توحید۔ لاالہ الا اللہ۔ اللہ کی وحدانیت کا اقرار

نعرہ رسالت: محمد رسول اللہ۔ آنحضرتؐ کی رسالت کا اقرار

نعرہ امامت: علی اماما وصی رسول اللہ۔ حضرت علیؑ کی امامت کا اقرار

نمبر 2: بارہ اماموں کو نہ ماننے والے فرقوں کے مقابلہ میں اثناعشری شیعہ ہونے کا اظہار کرنے والے نعرے اس طرح ہونے چاہئیں۔

اوصیائے پیغمبر ہیں اثناعشر۔ ہیں ہادی برحق اثناعشر۔ ہیں دین کے رہبر اثناعشر۔ آئمہ ہدیٰ ہیں اثناعشر۔

نمبر 3: چونکہ حلول کے قائل بہت سے صوفی اور تفویض کے قائل شیخی بھی خود کو اثناعشری شیعہ کہتے ہیں لہذا ان سے امتیاز اور علیحدہ شناخت کیلئے بھی کچھ نعرے ہونے چاہئیں جو اس طرح کے ہوں۔

ہے خالق سب کا ایک اللہ	ہے رازق سب کا ایک اللہ
ہے حیات کا مالک ایک اللہ	ہے موت کا مالک ایک اللہ
ہے عالم الغیب ایک اللہ	ہے حاضر و ناظر ایک اللہ
ہے مالک سب کا ایک اللہ	ہے رب بھی سب کا ایک اللہ
ہے مدبر سب کا ایک اللہ	ہر چیز پر قادر ہے ایک اللہ
ہیں افضل البشر ہمارے رسول	ہیں خیر البشر ہمارے امام

یقیناً یہ نعرے نصیریوں کے صوفیوں کے مفوضہ کے اور مذہب شیخیہ کے مقابلہ میں سچے اور اثناعشری شیعوں کی پہچان ہیں اور ان کے صحیح عقیدے کا اظہار ہیں۔

نمبر 4: آل محمدؑ کے جن آثار کو چھپایا گیا ہے ان کو ظاہر کرنے والے نعرے امام شافعی نے کہا ہے کہ ":لقد کتموا آثار آل محمد . محبهم خوفاو عدوهم بغضاً"

آل محمدؑ کے فضائل کو سب ہی نے چھپایا ہے دوستوں نے تو ڈر اور خوف کی وجہ سے چھپایا اور دشمنوں نے اپنے بغض کی وجہ سے چھپایا۔

لہذا حضرت علی علیہ السلام کے دوستوں کا فرض بنتا ہے یہ کہ نصیریوں کے، صوفیوں کے، مفوضہ کے اور شیخیوں کے شعار اور ان کے عقیدے کو ظاہر کرنے والے نعروں کو اپنانے کی بجائے ایسے شعار اور نعروں کو اپنائیں جس سے آل محمد کے فضائل کا اظہار ہو وہ نعرے یہ ہیں۔

امت کا ولی ہے علیؑ علیؑ	احمدؐ کا وصی ہے علیؑ علیؑ
ہے سب کا ہادی علیؑ علیؑ	ہے سب کا مولا علیؑ علیؑ
ہے مثل ہارون علیؑ علیؑ	ہے ہادی برحق علیؑ علیؑ

وغیرہ وغیرہ بہر حال چونکہ نعرے توقیفی نہیں ہوتے لہذا اس قسم کے بہت سے نعرے اختیار کیئے جاسکتے ہیں جن میں ان فضائل کو ظاہر کیا گیا ہو جنہیں لوگوں نے چھپایا ہے اور حضرت علیؑ اور سرکار رسالتؐ کے لئے نصیریوں کے یا صوفیوں کے یا مفوضہ کے یا شیخیوں کے توہین آمیز اور ہتک انگیز نعروں کی بجائے با مقصد اور اپنے عقیدہ کا اظہار کرنے

والے نعرے لگانے چاہئیں اگر سارے شیعہ ایسے نعرے لگاتے رہتے تو حضرت علیؑ کے ان فضائل کو چھپانے اور ان کے خطابات دوسروں کے لئے مشہور کرنے میں دشمن اتنی آسانی سے کامیاب نہ ہوتا۔

ذاکرین وواعظین اور مجلس خوان علماءومقررین سے اپیل

کوئی یہ نہ سمجھے کہ کوئی محبِ اہل بیت حضرت علیؑ کی یا پیغمبر اکرمؐ کی توہین اوران کی شان میں بے ادبی کرسکتا ہے تو وہ ہماری کتاب ''امامت قرآن کی نظر میں'' میں ''عالین کون ہیں'' کے عنوان کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ کسی طرح سے اتنی بڑی گالی کو محمد وآل محمد کی فضیلت کے طور پر بیان کیا جاتا رہا ہے اور ہم نے اپنی یہ تحقیق چیلنج کے ساتھ پیش کی ہے اور پھر چیلنج کرتا ہوں کہ ماضی میں محمد وآل محمد علیہم السلام کو ''عالین'' کہہ کر گالیاں دی جاتی رہیں اس طرح اندھی عقیدت میں اگر کوئی توہین آمیز اور ہتک انگیز بات کو کسی تعریف کے عنوان سے سمجھ لے تو وہ محمد وآل محمد کو (نعوذ باللہ) 'عالین' کہنے کی طرح تعریف اور عقیدے کی بات سمجھ کر ان کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرتا رہے گا لہذا وہ ذاکرین وواعظین و مجلس خوان مقررین جو مذہب شیخیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے صوفیوں کے دلائل اور مفوضہ کے نظریات اور مذہب شیخیہ کے عقائد کو دل وجان سے اپنالیا ہے ان سے تو یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ ان توہین آمیز اور ہتک انگیز نعروں کو چھوڑ دیں گے لیکن شیعہ علمائے حق اور وہ ذاکرین وواعظین ومجلس خوان مقررین جو علمائے حق سے استفادہ کرتے ہیں ان سے یہ اپیل کی جاتی ہے کہ وہ نصیریوں کے، صوفیوں کے، مفوضہ کے فضول و بے کار و بے معنی و بے مقصد اور توہین آمیز اور ہتک انگیز نعروں کی بجائے ایسے نعرے لگوائیں جن سے صحیح شیعہ عقیدے کا اظہار ہوتا ہو۔ (وما علینا الا البلاغ)

سید محمد حسین زیدی برتی
ادارہ نشر واشاعت حقائق الاسلام
نزد مین ڈاکخانہ لاہوری گیٹ چنیوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعروں کا مقصد اور ہمارے نعرے؟

تالیف

سید محمد حسین زیدی برستی

ناشر
ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام
نزد مین ڈاکخانہ لاہوری گیٹ چنیوٹ